



# اجتہاد احمدیہ

انٹرنیشنل باسکٹ بال کھیلے گا۔ اور کراچی کے صاحبزادے پر و فیروزہ زار احمدی صاحب نے اس کا کیا ہے۔ کہ یہ صدمی طلباء کو جو انٹرنیشنل باسکٹ بال کھیلنے کے لیے آئے ہیں اور تیس دنوں میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ ذرا عتی کالج میں داخل ہوں۔ جس کے شرائط اور دیگر حالات حسب ذیل ہیں :-

۱۔ امیدوار کے نمبر اچھے ہوں۔ قوم زراعت پیشہ ہو۔ سائینس کی ہوئی ہو۔ خرچ قریباً ۳۵ یا ۴۰ روپیہ ماہوار ہونا ہے۔ اس کالج کے طلباء کو اپنے اپنے منہج کے ڈسٹرکٹ بورڈوں سے بالعموم وظائف بھی ملتے ہیں۔ کالج سے بھی چند وظائف ملتے ہیں۔ جو بی بی ریاست ہیں۔ یہ زراعت کا محکمہ اب بہت وسیع ہونے والا ہے۔ جسے اگر ہر تھمبیل میں زراعتی فارمیں کھلنے والی ہیں۔ پس یہاں سال ملازمت کا ملنا قریباً یقینی ہے۔ عرصہ تعلیم چار سال کا ہے۔ گریڈ ۱۰، ۱۱، ۱۲۔ اب وقت ہے۔ کہ لڑکے درخواسٹن بھیجیں۔ کیونکہ *Competition* ہر سال سنت ہو رہا ہے۔ یہاں پیکٹس پر و فیروزہ صاحب موصوف سے منگوائے جاسکتے ہیں :-

تعام علاقہ یا فکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی بشارت عظمیٰ سے بالکل بے غیر ہے۔ اس علاقہ میں تبلیغ کرنے کے لیے احمدی احباب کی مجموعی کوشش کی ضرورت ہے۔ اس لیے جو احمدی احباب اصطلاح کمال، رہنمائی، حصار اور جہد میں ملازم بن جائیں اور تجارتی کاروبار کر لیں۔ وہ تبلیغ فرما کر جو اپنے منہج سے مطلع فرمائیں تاکہ بائبل کے وسیلے علاقہ میں تبلیغ حق کے لیے مفید تجاویز عمل میں لائی جائیں :-

(۲) جو احمدی احباب یا انجمنیں تبلیغی ٹریکٹ، یا پوسٹر شائع فرمائیں وہ چند کاموں میں فاکسار کے نام بھیج کر عند اللہ ماجور ہوں۔

نفس الرحمن سیکرٹری انجمن احمدیہ مزوانہ ٹورنٹو پٹیالہ

حضرت ڈاکٹر سید عبدالنار شاہ صاحب

پنشن سیکرٹری سال سے قادیان میں

مقیم ہیں۔ آپ اس پرانہ سالی میں بھی اپنے مفید طبی مشورے سے حاجت مند نصیبوں کو مستفیض فرماتے رہتے ہیں۔ آج کل نور ہاسپتال میں بھی چند کھینٹے اوٹ ڈوب رہے ہیں۔ اس خدمت کے علاوہ انہوں نے نور ہاسپتال کو آنکھ کے اور اردوں کا بھی جس کی قیمت تقریباً ایک سو روپیہ ہوگی اور جو انہیں سول سرجن نے ان کے زمانہ ملازمت میں دیا تھا عطا کیا ہے۔ جس کے لئے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ادا جبار سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ ان کے لئے دعا ترقی درجات فرمائیں۔

میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب ایم بی بی۔ ایس نے ایک بڑا تھراپی میٹر جس سے پانی کا پتھر پکڑ دیکھا جاتا ہے۔ اور سلائڈز کا بکس مرحمت فرمایا ہے۔ دیگر احباب اور خصوصاً ڈاکٹر صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ ہاسپتال میں مندرجہ ذیل اشیاء کی ضرورت ہے، وہ یہ نیرت، ژاب، فریڈرک شفا خانہ کو عطا فرمائیں :-

اپریشن ٹیبل قیمتی ڈنٹے روپے ۱۰۰ کے چار پائیاں ۴ عدد  
اسی روپے کی کبیل بارہ عدد ایک سو روپیہ کے۔ چادر لٹھا ۲۴ عدد۔ بیڈ ہیڈ ٹکٹ پانچ سو۔ لپسٹر چارٹ ۵۰۔ ۵۰۔ ۵۰۔ ۵۰۔ ۴ عدد۔ ایک جیوٹا میٹر لائٹرز۔ ایک سیلین اپرٹس اسلام فاکسار حشمت انڈیا فیروزہ کالج نور ہاسپتال۔ قادیان

ذمہ دار مشتعل بر مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجپوتی و حافظ جمال احمد صاحب

کماریچ کو تصدیق فرمائی ہے۔ دارد ہوا۔ ۲۲ مارچ کو مولوی صاحبان کو خود شریف گورنمنٹ کالج کراچی سے برہنہ کا مہیا ہوا۔ مولوی غلام رسول صاحب کی لیکچر صداقت اسلام پر ہر مذہب کی ملت کے سمجھدار اور تعلیم یافتہ طبقہ نے گہری دلچسپی سے سنا۔ مسلمان خصوصاً خوش تھے۔ بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہا کہ اس قسم کا لیکچر پہلے کبھی سننے میں نہ آیا تھا۔

اسی دن رات کو تقریباً ستر کے قریب غیر احمدی مرد و زن معززین کو دعوت دی گئی اور کھانا تناول کر لینے کے بعد حافظ جمال احمد صاحب نے سلسلہ احدیہ کے مخصوص عقائد پر تقریباً ایک گھنٹہ نہایت لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے تقبہ نور محل کے لوگوں کو اپنے پاک سلسلہ اور اس کے مقدس امام کا پیغام پہنچا دیا۔ دوست دعا فرمائیں کہ اس کے بہترین نتائج بہت جلد ظہور پذیر ہو کر نور محل کو اس زمانے کے آسمانی نور سے دافر حصے۔ آمین۔ محمد اقبال انور محل اپنا کوٹ منگالین

ایک احمدی صاحب کا کوٹ (اور) سالانہ جلسہ سے واپس جاتے ہوئے گم گیا تھا اور صاحب موصوف نے اس کے متعلق امرت سرتا بھی دیا تھا۔ ان پتہ بھی معلوم نہیں۔ جن صاحب کا کوٹ ہے۔ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کر کے منگوانے کا انتظام کر لیں :-

منشی تصدق حسین صاحب بلاک ۱۱۔ سرگودھا۔ الراتھ ولی محمد گودا

انسانی محوودہ سیکم صاحبہ اصدیہ گرز

سکول سیالکوٹ نے اپنے مرحوم باپ کی لڑکھ کو ژواب

سکول سیالکوٹ کے لئے اخبار الغنفل احمدیہ گرز سکول سیالکوٹ کے لئے جاری کر دیا ہے :-

۵ فروری ۱۹۲۷ء بروز ہفتہ عند

پے دین کیلئے وقف

نے اپنے فضل و کرم سے فاکسار کو

دو فرزند زینہ عطا فرمائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نام سلیم الدین احمد اور نسیم الدین احمد تجویز فرمائے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولانا کریم ان دو بچوں کو نیک صالح۔ ذہین۔ اسلام کے سچے اور لائق خادم اور لمبی عمر میں پانے والے بنائے۔ نیز اس عاجز کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ حضور کی نشانہ کے مطابق ان دونوں بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکوں میں ہر دو بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرتا ہوں۔ ربنا فضلنا من افاض انت السميع العليم۔ فاکسار فیض الدین احمد سب سے کراچی

**مجلس مشاورت کی تاریخوں میں تبدیلی**

مجلس مشاورت کی پہلے ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹ اپریل تاریخ مقرر کی گئی تھی احباب کو یہ ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ دایمی کے لئے وقت ملنا چاہیے اس لئے اب اپریل کی ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹ تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ یعنی جمعہ۔ سنچر اور اتوار۔ لیکن پہلا اجلاس جمعہ کے بعد ہوگا۔ اور آخری اجلاس ۱۷ کو بارہ بجے ختم ہو جائے گا۔

ذوالفقار علی خان قاسم ناظر اعلیٰ قادیان

## افضل کے دی پی آتے ہیں

جن فریڈار ان الغنفل کا چند اخبار ۱۵ مارچ ۱۵ اپریل تک ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام عید کے بعد دی پی ہونگے وصول فرما کر شکریہ کا موقع دیں :-

اکثر احباب بے پردائی سے دی پی کی اطلاع ڈاک خانہ سے پا کر دی پی نہیں پھرتے۔ اور دی پی واپس آجاتا ہے۔ جس سے خواہ مخواہ نقصان پہنچتا ہے۔ بہرہائی فرما کر صرف الغنفل کے ذمہ نگاری واپس نہیں کرنے چاہئیں۔ بلکہ اس کی توسیع اشاعت میں خاص حصہ لیکر عند اللہ ماجور ہونا چاہیے۔ ناظم طبع و اشاعت قادیان حکیم عبدالرحیم صاحب متوطن بھون قوم ذریعہ احمدیہ کی درخواست علی

حقانیت اور صداقت لوگوں کو بہرہ و بارکھے دینے ہیں۔ احباب درود دل دعا فرمائیں۔ کہ وہ اپنے وطن میں جا کر مستقل طور پر یہ کام کر سکیں۔ عاجز محمد ابراہیم ازمنگاد صاحب۔

(۲) مجھے ایک سخت مصیبت پیش ہے۔ اور مقدمہ زمین طلبہ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مصیبت سے نجات دے اور مقدمہ میں کامیابی بخشنے۔ نظام الدین احمدی ضلع ملتان

## اخبار کے متعلق اطلاع

۵ مارچ کا افضل بوجہ تعطیل عید الفطر شائع نہیں ہوگا لیکن ۸ مارچ کے پرچہ کے معمولی حجم میں اضافہ کر دیا جائیگا :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# الفضل

یوم جمعہ - قادیان دارالامان - مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۴ء

## خانہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بچوں کی تعلیم و تربیت

۱۱ مارچ ۱۹۲۴ء کے "الفضل" میں جناب شیخ یعقوب علی صاحب سوزانی کا جو مضمون بعنوان "قومی وقار کا قیام قومی زندگی کی علامت ہے" نازل ہوا ہے۔ اس کے متعلق کئی ایک مراسلات موصول ہوئے ہیں۔ جن میں اکثر اصحاب نے تو معزز راقم مضمون کے اصل مدعا اور مقصد کو صحیح طور پر سمجھتے ہوئے اس کی دلائل کے ساتھ پر زور تائید کی ہے۔ لیکن بعض نوجوانوں نے ایک یا دو دوسرے رنگ میں غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اس سے اختلاف رائے بھی کیا ہے۔ ایسے اصحاب کو ڈیوک آف یارک کے ذکر سے جو شیخ صاحب نے اپنے مضمون میں کیا تھا۔ یہ غلطی لگی ہے۔ کہ شیخ صاحب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں کے لئے بھی دنیوی شان و شوکت اور اسباب کر و فرہنگی کرنے کی سختیاب کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس مثال سے شیخ صاحب کا صرف یہ مقصد تھا۔ کہ جس طرح خانہ شاہی کے افراد میں خاص سامانوں کے ذریعہ مہارت ملکی سرانجام دینے کی اہلیت اور قابلیت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کو اپنی طاقت اور تربیت کے مطابق خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں میں دینی خدمات سرانجام دینے کی استعداد پیدا کرنے کے لئے ان کی تعلیم و تربیت کے خاص سامان فراہم کرنے چاہئیں۔ اور خدا تعالیٰ کے اس فضل کو جو دنیا پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد آپ کی اولاد کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اپنی جماعت کے لئے اور پھر ساری دنیا کے لئے ظاہری اسباب کے ذریعہ وسیع بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس میں کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک اور مقدس خاندان میں پیدا ہونے والے ہر فرد کو جو فضیلت اور برتری حاصل ہے۔ وہ کسی اور خاندان کے فرد کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور اس شرف اور بزرگی کے ساتھ اگر وہ دینی اور دنیوی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بھی اپنی فوٹیت ثابت کر سکیں۔ تو ان کے نورد علیٰ نور ہونے میں کیا شہرہ جاتا ہے ایسی بات کو نہ نظر رکھتے ہوئے جناب شیخ صاحب نے خاص طور پر خاندان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ اس سے قطعاً یہ مطلب نہیں نکالا جاسکتا۔ کہ جماعت احمدیہ اپنی آمدنی کے تمام ذرائع دنیوی شان و شوکت کے اسباب مہیا کرنے میں لگا دے۔ اور وہی شان پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ جو "ڈیوک آف یارک" کی حیثیت کے وقت گورنمنٹ برطانیہ نے پیدا کی ہے۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ اس وقت اگر جماعت احمدیہ اپنی تمام آمدنی بھی صرف کر دے تو اس کے لئے دسی ٹاؤن (Dorset) جیسا ایک جہاز بنانا بھی مشکل ہے۔ لیکن اس مثال کو پیش کر کے یہ کہنا کہ جس طرح سلطنت برطانیہ نے اپنے ایک شہزادہ کے لئے اپنی وسعت اور طاقت کے لحاظ سے سامان مہیا کیا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کو بھی اپنی حالت اور قوت کے لحاظ سے خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ نہ صرف کوئی معیوب بات نہیں۔ بلکہ جماعت کو ایک بہت بڑے اہم اور ضروری فرض کی یاد دلاتا ہے۔

دیکھو ایک سلطنت اس بات کو نہ جانتے ہوئے کہ شاہی خاندان کے افراد سلطنت کے آئینہ مفاد اور اغراض کے لئے مفید ہونگے بھی۔ یا نہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت اتنے ہی اعلیٰ پیمانہ پر کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جتنا کہ کر سکتی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ جو خدا تعالیٰ کے وعدوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی اولاد کے متعلق دعاؤں کی بنا پر یقین رکھتی ہے کہ اسلام کو آئینہ جو شان و شوکت اور عروج حاصل ہونیوٹا ہے۔ اس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دینی خدمات اور ان کے ذاتی ایثار کا بہت بڑا حصہ ہے۔ وہ اگر اپنی استطاعت کے مطابق ان بچوں کی تربیت کی کوشش نہیں کرتی۔ تو ایک بہت بڑی ذمہ داری کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہے۔ اور خدا اور آنے والی احمدیہ مسلمانوں کے آگے اپنی غفلت کی جواب دہ ہوگی۔

ہو سکتا ہے۔ ایک وقت مالی لحاظ سے حالات ایسے ہوں کہ اس مقصد کے لئے قدم اٹھانا ممکن نہ ہو۔ ایسی صورت میں

تو جماعت خدا تعالیٰ کے حضور معذور سمجھی جاسکتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنی تقدیر خاص سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں کی تربیت فرمائے گا۔ لیکن اس وقت بھی جماعت میں یہ خواہش اور آرزو معذور ہونی چاہیے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے مالی کوشش سے۔ تا اس فرض کو بھی ادا کرنے کی کوشش کی جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے متعلق جماعت پر عائد ہوتا ہے۔ اور جہاں اور کامیابوں کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں۔ یہ دعائیں بھی کی جائیں۔ کہ ہم کہ اس فرض کی ادائیگی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ توفیق و سامان عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خاندان کو زیادہ میں چاہے منالکے کھانکھرا ط مستقیم دیکھنے میں جس قدر احسان کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کا وارث بنا یا ہے۔ اس کی ادائیگی میں اگر ہم اپنا سب کچھ بھی آپ کی اولاد کی تربیت کی خاطر صرف کر دیں۔ تو بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ پھر اگر ہم اس وقت تک اس بارے میں کچھ کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ تو کیا ہمارا اتنا بھی فرض نہیں۔ کہ اس کے لئے اپنے دل میں نیت اور عزم صمیم رکھیں۔ اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت دعا کریں۔ کہ وہ ہمیں اس کے لئے توفیق بخشنے۔

سنو اور خوب اچھی طرح سنو۔ دنیا کی نظریں ساری جماعت احمدیہ پر پڑتی ہیں۔ اور وہ ہر ایک احمدی کی ہر ایک حرکت کو بڑے غور اور توجہ سے ناظر رہتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ جس مقام پر نظریں گڑھی ہوتی ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان ہے۔ اور مکرم خان عبدالرحیم خان صاحب خالد بیرسٹر ایٹار کا یہ کہنا تو بالکل صحیح ہے۔ کہ مسیح موعود کی اولاد ہونے کے باعث ان کی ذمہ داریاں دوسروں سے بڑھ کر ہیں۔ ان کے چلن اور اطوار پر دنیا کی نظر ہے۔ ان کی ذرا سی لغزش (خدا نخواستہ) ہزاروں کی ٹھوکر کا باعث ہو سکتی ہے۔

اس وجہ سے بھی جماعت کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کی تربیت اور تعلیم کے لئے عام انتظام کافی نہ سمجھے۔ بلکہ جوں جوں ضرورت پڑے۔ اس بارے میں خاص اہتمام کرتی جائے۔ اس وقت خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ فلف الرشید حضرت فلیفٹہ المیر ثانی ایڈہ امیر مصرہ او صاحبزادہ مرزا منصور احمد فلف الرشید حضرت مرزا شریف احمد صاحب مقامی سکولوں سے اپنا تعلیمی کورس ختم کرنے والے ہیں۔ اسی جناب عرفانی صاحب نے ان میں سے ایک کا نام لیکر آئندہ تعلیم کے انتظام کا ذکر کیا تھا۔

خود جماعت کے لئے یہ بہت ہی بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ اور اس کے لئے بہت سی برکات کا باعث۔ اگر وہ اولاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تربیت کو اپنی اولادوں سے بڑھ کر

مزدوری اور ہم سمجھے گی اور اس لئے اپنی استقامت اور تہمت کے مطابق انتظام کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہیں تو عرفانی صاحب کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ کہ انہوں نے ہماری توجہ ایک ایسے اہم فرض کی طرف مبذول کرائی ہے۔ جس کے لئے ہمیں ہر وقت بیدار رہنا چاہیے تھا۔

### آریوں کی شذھی کی حقیقت

پروفیسر رام دیو صاحب نے اپنا وہی نیکو جو لاہور میں دیا تھا دہلی میں دہراتے ہوئے ایک خاص بات جو بڑے زور سے بیان کی - وہ یہ تھی :-

”اس وقت جو بڑے بڑے مسلمان لیڈر ہیں اور جن کا نام میں اس وقت نہیں ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے گھروں کے لوگ شذھ ہونے کو تیار ہیں۔ ان لیڈروں کے نام جو وقت آپ سنیں گے۔ تو حیران ہو جائیں گے۔ یہ غالباً بہت بد بیکہ شاید گورداس کے جلسہ پر ہی شذھ ہو جائیں گے“ (تبع ۹ مارچ ۱۹۲۴) لیکن گورداس کا جلسہ آیا۔ اور گزر بھی گیا۔ اس کی طول و طویل روداد آریہ اخباروں میں شائع ہو چکی۔ لیکن اس میں بڑے بڑے مسلمانوں کے شذھ ہونے کا ذکر تو لگا لگا رہا۔ کسی بھی شذھی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ متعدد تقریروں میں شذھی کی ناکامی کا رونا دیا گیا ہے اور اپنے متعلق یہاں تک کہا گیا ہے کہ

”ہم وید کے مطابق نہیں اچلتے“ (ملاپ ۲۲ مارچ) حقیقت یہ ہے۔ کہ وید کے مطابق آریہ صاحبان چل سکتے ہی نہیں کیونکہ وہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اس درجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ ان سمجھنا ہی ناممکنات میں سے ہے۔ چنانچہ اسی گورداس کے جلسہ میں جو ویدوں کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے سالہا سال سے کورڈوں روپے صرف کر رہا ہے۔ اس بات کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ”ویدوں کا ترجمہ کرنے والے دو وان ہی ہمارے پاس نہیں ہیں“

جن لوگوں کی یہ حالت ہو۔ کہ ان میں اپنی مذہبی کتب مقررہ کے بنانے والے ہی نہ ہوں۔ انہیں کیا حق ہو سکتا ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو ان کتب کی مفروضہ تعلیم کا پابند بنانے کے لئے شذھ کریں۔ اور پھر یہاں تک دعوے کریں۔ کہ ”ہزار ہا مسلمانوں کے خیالات میں تبدیلی آگئی ہے۔“ مسلمانوں کے سامنے آریہ صاحب نے آج تک رکھا ہی کیا ہے۔ جس نے قبیلہ بیدار کی ویدوں میں کیا کچھ ہے۔ یہ وہ خود نہیں جانتے۔ تو دوسروں کو کیا بتائیں گے! اتنی رہی ستیا رتھ پرکاش۔ اگرچہ اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ کہ ایک شخص کے ذاتی خیالات کا مجموعہ ہے۔ تاہم آریہ ایسے پانچواں دید قرار دیتے ہیں۔ لیکن اسی بھی متعدد باتیں ایسی

میں۔ جن پر عمل کرنے کے لئے کوئی آریہ تیار نہیں ہے۔ ان حالات میں شذھی کے لئے کھڑے ہونے کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتے۔ کہ طرح طرح کے لالچوں اور مختلف ٹکوں کے دباؤ وغیرہ سے فتنہ انگیزی کی جائے۔

کاش! آریہ صاحبان شذھی کے جھگڑے کو اس وقت تک ملتوی کر دیں۔ جب تک ویدوں کا ترجمہ۔ اس کے نکات و معارف دنیا کے سامنے نہ رکھ دیں۔ اور ان طریقوں کو چھوڑ کر جو انہوں نے آج کل اختیار کئے تھے ہیں۔ اپنے دہرم کی خوبیوں پر شذھی کی بنیاد رکھیں۔ کیا آریہ صاحبان سوامی سردا مندر صاحب کے حبیل الفاظ پر غور کریں گے۔

”جب تک آپ سنسکرت کے عالم پیدا کر کے ویدوں کا ترجمہ نہ کرائیں گے۔ تب تک آپ کا کلیان نہ ہو گا“ آریہ صاحبان کو دوسروں کی شذھی کرنے کی بجائے اپنے کلیان کی زیادہ فکر کرنی چاہیے۔

### ہندو مسلم اتحاد کی نئی تجاویز

اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ دہلی میں ہندو مسلم اتحاد کے متعلق غور کرتے ہوئے چند ایک نئی تجاویز سوچی گئی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے :-

- (۱) مشترکہ تعلیمی انٹی ٹیوشنوں میں ہندو مسلم نوجوانوں کو اکٹھی تعلیم دی جائے (۲) باہمی کھان پان کا رواج ڈالنا جائے (۳) آپس میں شادیاں کی جائیں
- جہاں تک خیال کیا جا سکتا ہے۔ ان تجاویز میں صرف تیسری تجویز کا ایک پہلو ایسا ہے۔ جو ناممکن العمل کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ ہندوؤں کو رشتہ دینا ہے۔ کیونکہ مسلمان ہندوؤں سے رشتہ لے تو سکتے ہیں۔ جیسا کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوستان کے راجپوت راجاؤں سے لئے۔ لیکن یہ نہیں سکتے۔ اس بات کی مذہبی طور پر انہیں مانعت ہے۔ اگر اس پہلو کو چھوڑ دیا جائے۔ تو باقی تجاویز اس قابل ہیں۔ کہ ہندو مسلم اتحاد میں ان کے ذریعہ کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچے۔

### مسجد نمین اللہ کا نام لینے سے منع کرنا

اندر میں مسلمانوں کو مسجدوں میں باجماعت نماز پڑھنے سے روکنے کے لئے جو حکم دیا گیا۔ اور جس کے خلاف ہم بھی کھپکھے ہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کے ایک مذہب نے جو حالات کی تحقیق کے لئے اندور گیا تھا۔ اپنی رپورٹ میں لکھا ہے :-

”مصریح لفظ قرآنی کی رو سے اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں

جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے منع کرے“ (الامان ۲۳ مارچ) یہ الفاظ اس رپورٹ سے لئے گئے ہیں۔ جو سید غلام بھیک صاحب نیرنگ سیکرٹری جمعیت مرکزی تبلیغ الاسلام مولوی منظور الدین صاحب ایڈیٹر الامان دہلی۔ اور مولوی محمد عرفان صاحب سیکرٹری جمعیت علماء ہند دہلی و سیکرٹری سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کے دستخطوں سے شائع ہوئی ہے۔

پہلے نزدیک اندور کے ہندو حکام کو مخاطب کر کے یہ الفاظ لکھنے سے زیادہ ضرورت ان مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے کی ہے۔ جو اختلاف عقائد کی وجہ سے مسلمانوں کو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے روکتے ہیں۔ اور سعی فی خرابی کے معنی میں لکھتے ہیں۔ کئی مقامات پر ایسا ہو چکا ہے۔ کہ ویران اور غیر آباد مسجدوں کو احدیوں نے مرمت وغیرہ کر کے جب نمازیں پڑھنی شروع کیں تو مسلمانوں نے انہیں روک دیا۔ اور پھر وہ مسجدیں اپنی دیرانی سے مسلمانوں کی بیدینی کا مرثیہ پڑھنے لگ گئیں۔ اگر قرآن کریم کی ”مصریح لفظ“ کا احترام کرنا غیر مسلموں کی نسبت مسلمان کہلانے والوں کے لئے زیادہ ضروری ہے۔ اور یقیناً ضروری ہے۔ تو اسکی خلافت ریزی کرنا لے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیے :-

### جمعیت العلماء ہند پر الزام

دہلی کے اخبار ”الامان“ (۲۳ مارچ) نے ناظم صاحب جمعیت العلماء ہند کے متعلق ایک طویل مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں حیرت انگیز امور کا انکشاف کیا گیا ہے۔ مثلاً لکھا ہے :-

”درجن حضرات کو جمعیت العلماء ہند کے شعبہ حساب دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے اندر کس قدر غبن ہے۔ اور جمعیت علماء کا حساب کس طرح فرضی بنا یا گیا؟ جس کے متعلق کافی سے زیادہ ثبوت میسرے پاس موجود ہے۔“

”سال گذشتہ جب سنیافتہ آڈیٹر کو اخبار جمعیت کا حساب دکھایا گیا۔ تو انہوں نے اس حساب میں نہایت حیرت کے ساتھ بہت سی جعلی رقموں کا اندراج بتایا تھا۔ اور اس کے بعد جب انہوں نے جمعیت علماء کا حساب دیکھا۔ تو اس کی گرد گرد کو خود ناظم صاحب نے تسلیم کیا۔ اور جعلی و پوروں اور جعلی حسابات کے اندراج کے انکشاف کے خوف سے باوجود ایک آڈیٹر صاحب کو نے بغیر نسی لینے حساب اڈٹ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ انکو حساب کی ہوا بھی نہیں لگنے دی۔“

”یہ کیا خیاب ناظم صاحب صفت کچھ کہتے ہیں کہ انہوں نے پھر کمیٹی کا ذمہ حساب شائع نہیں کیا۔“

مضمون نویس نے تحقیقات کے لئے کمشنر کا مطالبہ کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ :-

”اگر اس قسم کا کوئی کمیشن مقرر ہو۔ تو میں ہر قسم کی مدد

یہ بھی لکھا ہے کہ :- ”اگر اس قسم کا کوئی کمیشن مقرر ہو۔ تو میں ہر قسم کی مدد“

# خطبہ جمعہ

## اهدانا الصراط المستقیم کی دعا

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز  
فرمودہ ۲۴ مارچ ۱۹۲۴ء  
(مقام مسجد احمدیہ - لاہور)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

بھائی! اس سے ہے کہ جو کچھ مجھے یہاں سے ایک بس کے شہر میں جانا پڑا۔ اس لئے جمعہ میں دیر ہو گئی۔ اس قلیل وقت میں جس قدر میں بیان کرنا پسند کروں۔ اس قدر شائد میرے لئے ممکن نہیں ہوگا۔ لیکن ہر حال جمعہ کے موقع پر ان لوگوں کے لئے جو جمعہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مجھے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور طریق کے مطابق کچھ نہ کچھ ظاہر کرنا ہوتا ہے خواہ وہ کتنا کثیر ہو یا قلیل۔

### سمجھنے اور نہ سمجھنے والے

بات خواہ تھوڑی ہو یا بہت۔ اگر بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو سمجھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کے لئے تھوڑی بات بھی بہت ہوا کرتی ہے۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نہیں سمجھتے۔ ان کے واسطے بہت باتیں بھی تھوڑی ہوا کرتی ہیں۔ ایسے لوگ جو متواتر اور مسلسل طور پر باتیں سنتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کو آشنا نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے۔ ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔ ان کی آنکھیں ہیں۔ مگر وہ دیکھتے نہیں۔ ان کے کان ہیں۔ مگر وہ سنتے نہیں۔ لیکن ان کے مقابل کچھ اور لوگ ہیں جو تھوڑی سی بات سے فائدہ حاصل کر لیتے ہیں۔ ایک معمولی سی بات بھی ان کے قلب پر اثر پیدا کر دیتی ہے جس سے وہ خود ہی مست نہیں ہوتے۔ بلکہ قریب والے بھی متوالے ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا کو انسان کی اس صفت سے جس قدر نفع پہنچا۔ اتنا کسی اور بات سے نہیں ہوا۔

### حضرت عمر کا اسلام لانا

حضرت عمر کے متعلق آتا ہے۔ کہ ان کے کی مخالفت تھی تو اتنی کہ ہر وقت تلوار لئے پھرتے۔ کہ جہاں پائیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیں۔ پھر جب موافقت پیدا ہوئی۔ تو اتنی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے مقابل میں تلوار لیکر کھڑے رہتے۔ اور یہ حالت اس طرح پیدا ہوئی۔ کہ ایک دن انہوں نے قرآن کی بعض آیتیں اپنی ہیشہ کے منہ سے سنیں۔ ان چند آیتوں کا یہ اثر ہوا کہ قتل کرنے نکلے تھے۔ مقتول ہو کر گر پڑے۔ اور وہ تلوار بوز رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی گردن پر چلنے کے لئے ہر وقت میان سے باہر نکلی رہتی تھی۔ ہمیشہ کے لئے خدا کے دین کے اعلان کے لئے نکل رہی۔ یہ بالکل مختصر بات تھی۔ جو حضرت عمر نے سنی۔ لیکن اس کا نتیجہ نہ صرف ان کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے کس قدر عظیم الشان نکلا۔ چاہیے کہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتے وقت دل کو اس سے قبول کرنے کے لئے ہر طرح تیار کیا جائے۔

### سورہ فاتحہ کی اہمیت

سورہ فاتحہ جو سارے قرآن کا خلاصہ ہے۔ اور جس میں ساری خوبیاں جمع ہیں۔ اپنے اندر بہت سے فائدے رکھتی ہے۔ اس میں بعض باریکیاں ہیں۔ اور ہر ایک کی سمجھ ایسی نہیں ہوتی۔ کہ ان باریکیوں کو سمجھ سکے۔ اس سے ایک نکتہ بیان کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ سورہ فاتحہ ایک ایسی سیرت ہے۔ کہ علاوہ اس اہمیت کے کہ یہ جامع ہے۔ اور اس کے اندر انسان کو دو عین سکھاتا گئی ہیں۔ یہ اہمیت بھی رکھتی ہے۔ کہ قرآن کی دوسری سورتوں کے بالمقابل یہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

### سورہ فاتحہ کی دعا سے

ایک انسان چالیس دفعہ ضرور پڑھتا ہے۔ پھر نماز کے علاوہ بھی اسے پڑھتے ہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ایک بار سے زیادہ دفعہ یہ دعا روزانہ پڑھی جاتی ہے۔ اس میں نما سکھائی گئی ہے۔ جس کے متعلق میں سوچنا چاہیے۔ کہ جو دعا اس کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ اس کا کوئی اثر بھی ہے یا نہیں۔ اور اس کے مطابق ہماری حالت ہے یا نہیں۔ اس میں اهدانا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی دعا سکھائی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ وہ سیدھا راستہ کہ دکھایا تو نے۔ اپنے ان لوگوں کو جن پر تیری نعمتیں نازل ہوئیں۔ وہ سیدھا راستہ تیرا جو تیا تو نے ان لوگوں کو جو منعم علیہ تھے۔ اور وارث تھے تیرے فضلوں کے۔ پھر یہی نہیں کہ سیدھا راستہ دکھا۔ اور بتا۔ بلکہ یہ بھی کہ میں اس سیدھے راستے پر چلا بھی۔ تاہم اس پر چل کر تیری نعمتوں کو پا سکوں۔

یہ دعا ہے جو اس سورہ میں سکھائی گئی ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیے۔ کہ کیا ہماری حالتیں اس کے مطابق ہیں؟ دن رات یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ اور نہیں تو کم از کم پانچ دفعہ تو ضرور پڑھی جاتی ہے۔ پس آپ لوگ اپنے نفسوں پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ اهدانا الصراط المستقیم کی دعا جو ہم کو ملے گی کیا وہ قبول ہو رہی ہے۔ یا نہیں۔ کیا جو شے ہم اس میں طلب کرتے ہیں۔ وہ ہمیں مل رہی ہے؟ اور کیا ہماری حالت اس دعا کے مفہوم کے مطابق ہو گئی ہے۔

472

## اهدانا الصراط المستقیم

میں کیا مانگا جاتا ہے  
تو نے اپنے نیک اور مومن بندوں کو جو تیرا انعام یا نواہی ہوئے بہر حال ہر مسلمان یہ دعائی بار دن میں پڑھنا ہی چاہئے۔ اور جو اسے پڑھتا ہے۔ وہ اس پر ایمان بھی رکھتا ہوگا۔ وہ آخر خدا پر ایمان رکھتا ہوگا۔ تو جو یہ ایمان رکھتا ہوگا۔ ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوگا۔ قرآن پر ایمان رکھتا ہوگا۔ رسالت پر ایمان رکھتا ہوگا۔ حشر و نشر اور قضا و قدر کو ماننا ہوگا۔

جب وہ اهدانا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کہتا ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ اے خدا میرا یہ ایمان ہو جائے۔ کہ تو خدا ہے۔ اور تیری تو حید ہے۔ ملائکہ تیری مخلوق ہیں۔ قرآن تیرا کلام ہے۔ حشر و نشر اور قضا و قدر تیرے حکم اور اختیار سے ہے۔ یہ تو وہ پہلے ہی ماننا ہے۔ اور ان سب پر اس کا پہلے ہی ایمان ہے۔ پھر اس کا کیا مطلب ہوا کہ وہ اهدانا الصراط المستقیم کہتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اے خدا جس مقام پر میں ہوں۔ تو مجھے اس سے آگے لے جا۔ کیونکہ اگر صرف یہ ہو۔ کہ مجھے یہ باتیں حاصل ہوں۔ تو یہ تو اسے پہلے حاصل ہیں۔ اور کون ہے جو پہلی حاصل شدہ چیزوں کو مانگے۔ پس اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ دعا مانگنے والا یہ مانگا رہا ہے۔ کہ جس مقام پر ہوں۔ اس سے آگے ترقی دے۔ جو عقائد میں۔ انہیں زیادہ مضبوط کر دے۔ ایمان اور یقین کو زیادہ کر دے۔ قرآن پر جو ایمان ہی رسول پر جو ایمان ہے۔ ملائکہ پر جو ایمان ہے۔ اس میں ترقی ہو جو علم حاصل ہے۔ وہ اس سے زیادہ ہو جائے۔ قرآن اور حدیث کے مطالب پہلے سے زیادہ سمجھ پر کھل جائیں۔ غرض جس وقت یہ دعا مانگی جاتی ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ دعا مانگنے والا موجودہ حالت سے آگے ترقی چاہتا ہے۔ اور یہ خواہش کرتا ہے۔ کہ جو کچھ مل چکا ہے۔ وہ اور بھی زیادہ ہو۔ مثلاً کوئی شخص اعمال کے متعلق دعا کرے۔ جیسے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اور عام اخلاق تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے۔ کہ وہ اهدانا الصراط المستقیم میں یہ دعا کر رہا ہے۔ کہ مجھے نماز مل جائے۔ روزہ مل جائے۔ یا عام اخلاق مجھے مل جائیں۔ کیونکہ جو شخص اهدانا الصراط المستقیم کے الفاظ میں دعا کر رہا ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ اور مسلمان کو یہ سب چیزیں پہلے ہی مل چکی ہیں۔ تو اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ یہ پہلے سے اچھے طریق پر ادا ہوں۔ اور اچھی طرح مجھے حاصل ہو۔ اگر یہ مفہوم نہیں۔ تو پھر یہ فضول اور لغو بات ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسی چیز مانگتا ہے۔ جو اسے پہلے ہی مل چکی ہے۔

### انگلی جہاں کا قیاس

پس پانچ وقت جو یہ دعا مانگی جاتی ہے اس کے متعلق دیکھنا بھی چاہیے۔ کہ قبول ہو رہی ہے۔ یا نہیں۔ اور کیا اس سے کوئی ترقی پیدا ہو رہی

ہے یا نہیں۔ ایک نماز میں جب یہ دعائی گئی ہے۔ تو کیا یہ فرض نہیں کہ دوسری نماز میں دیکھا جائے۔ کہ اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ اور کہاں تک ترقی ہوئی۔ مثلاً اگر صبح کی نماز میں ایک شخص اھذا الصراط المستقیم کہتا ہے۔ اور غنیمت میں یہ بات داخل رکھتا ہے۔ کہ جو کچھ مجھے مل چکا ہے۔ اس میں ترقی ہو۔ تو کیا یہ فرض نہیں۔ کہ وہ بعد کی نماز میں غور کرے۔ کہ کہاں تک ترقی ہوئی۔ وہ اپنے اعمال میں دیکھے۔ اپنے معاملات میں دیکھے۔ اپنے حالات میں دیکھے۔ کہ کس قدر بہتری پہلے کی نسبت ان میں پیدا ہوئی۔ اور یہ کہ کیا ان میں کوئی تبدیلی ہوئی یا نہیں۔ ان میں کچھ فرق ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کے یہ معنی میں۔ کہ وہ صرف مقررہ الفاظ دہرا رہا ہے۔ وہ لوتہ کر رہا ہے۔ وہ جاؤ کر رہا ہے۔ وہ بالکل ویسے ہی طور پر کام کر رہا ہے۔ جیسے بعض بڑھی عمر میں چند دھاگوں پر عمل کرتی ہیں۔

بس جب تک اس دعا کا غنیمت یہ نہ ہوگا۔ کہ جو کچھ مل چکا ہے اس میں ترقی ہو۔ تو اس دعا کا پڑھنا ایک فضول اور لغو بات ہوگی اس لئے ہر ایک شخص کا یہ فرض ہونا چاہیے۔ کہ وہ ہر نماز میں سوچ لے۔ کہ میری پہلی دعا کا کیا نتیجہ نکلا۔ پھر اس کے ساتھ اسے یقین ہونا چاہیے۔ کہ میری دعا قبول ہو گئی۔ کیونکہ اگر یہ یقین نہ کیا جائے اور یہ مانا جائے۔ کہ جو کچھ ہونا ہوتا ہے۔ وہ تو خدا کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ انسان کے کہنے سے اس میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ تو اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ ہزار ہا دعائیں جو پاک لوگوں نے کیں۔ وہ پھینک دی گئیں۔ ہزار ہا دعائیں جو راست باز انسانوں نے مانگیں اور حاجت کے مقام پر پہنچیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ جو کچھ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی کچھ شبہ نہیں۔ کہ انسان جو کچھ کہے اسے بھی سنتا ہے۔ اور اس کے مطابق اسے اجر دیتا ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ کسی کی دنیا میں کوئی نقص ہو۔ اور وہ پھینکی گئی ہو اور اجابت کے مقام پر پہنچتی ہو۔ لیکن یہ بات بالکل درست ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انسان کی دعائیں سنتا ہے۔ اور پھر جو دعا وہ خود سکھا وہ تو ضرور اس قابل ہوتی ہے۔ کہ سنی جائے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہوتی ہے۔ کہ انسان اسکے مانگنے میں اپنی نادانی اور غلطی سے کوئی نقص نہ پیدا کر دے۔ لیکن باوجود اس بات کے کہ یہ دعا خود خدا تعالیٰ نے سکھائی۔ اگر یہ دعا اپنا اثر ظاہر نہ کرے۔ اور مانگنے والے کے اندر پہلے کی نسبت کوئی فرق پیدا نہ ہو۔ اور اسے ان چیزوں میں جو اسے مل چکی ہیں ترقی محسوس نہ ہو۔ تو اسے فکر کرنی چاہئے۔ کہ جن بات نے اس کو یہاں فائدہ نہ دیا جس سے اس کو اس جگہ کوئی ترقی نہ ہوئی۔ اس سے اس کو کیا امید ہو سکتی ہے۔ کہ مرنے کے بعد قیامت کے دن کچھ ترقی ہوگی۔ کیونکہ مرنے کے بعد کی ترقی اسکے انہی اعمال اور عقائد اور ایمان پر ہے۔ جو اس جہاں میں ہوں گے۔ اور اگر ان میں الجھ کوئی ترقی نہیں تو قیامت کے دن اسے کہاں ترقی مل سکتی ہے۔ پس ایسے شخص کو ہمیں سے اپنی آئندہ کی حالت پر

قیاس کرنا چاہیے۔ اور اس بات پر غور کرنا چاہیے۔ کہ جو پہلی منزل پر نہیں کر چکا۔ وہ دوسری منزل کیسے ملے کر سکتا ہے۔

**قبولیت دعا کا اثر**

ایک مومن اور پکا مومن ایک دن کی دعا کا اثر دوسرے دن دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ اسی دن کی دوسری نماز میں دیکھتا۔ پھر ایک نماز کی دعا کا اثر دوسری نماز میں دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک رکعت کی دعا کا اثر دوسری رکعت میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ کیا وہ قبول ہوئی یا نہیں۔ اور اس کی اثر پیدا کیا۔ پہلی حالت اور اس حالت میں کس قدر فرق پیدا ہوا۔ کہاں تک ترقی ہوئی۔ لوگ گورنٹ حکام کے پاس عرضیاں لیکر جاتے ہیں۔ اور وہاں گھنٹوں بلکہ پہروں انتظار کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے گھر کوئی انتظار کرنا نہیں پڑتا۔ ہاں جن امور اس اوقات مقرر کر رکھے ہیں۔ ان میں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ اپنی مدت معین پر ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص بچے کے لئے دعا مانگتا ہے۔ اب اگر اس کی دعا قبول ہو جائے۔ تو یہ نہیں ہوگا۔ کہ اسی وقت بچہ پیدا ہو جائے۔ اس کے لئے اگر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم نو سو نو ہند کا عمر لگے گا۔ کیونکہ بچہ کی پیدائش کیلئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اتنا عمر لیکر دنیا میں آئے پس صرف ان امور میں ہی خدا نے وقت مقرر کر رکھا ہے۔ مقررہ وقت تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور باقی سب کچھ کی انتظار نہیں۔ اور اگر دعا کے ساتھ ہی مل جاتے ہیں۔ چنانچہ علم اور عقائد وغیرہ میں۔ یہ الہام ملتے ہیں اور وقتی نازل ہوتے جاتے ہیں جس دن کیلئے دعا کی جاتی ہے۔ متواتر تہ پر کیا گیا۔ اسی دور کو ختم نہیں ہوتی جس میں ایسی دعا کی جاتی ہے۔ کہ بہت سی حقائق معارف کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ اور کسی دفعہ تو ایسا بھی ہوا ہے۔ کہ اگر دعا ٹھیک طرح پر کی جائے۔ تو پتہ اس کے کہ جسے سر اٹھایا جا رہا ہے۔ اس کی صورت کے مطابق ظاہر ہو گئے ہیں۔

**فکر باید کرد**

اگر کسی انسان کی دعا مضبوط نہ ہو۔ اور جلدی اثر نہ کرے۔ تو کم از کم یہ تو چاہئے۔ کہ دوسری نماز میں فرق پڑ جائے۔ اگر یہ بھی نہیں۔ تو کم از کم دو سکر دن تک فرق پیدا ہو جائے۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے۔ کہ اس سے بھی زیادہ اس کی دعا کو درگتھی تو کم از کم ایک ہفتہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں کوئی تبدیلی پیدا ہو جانی چاہئے۔ یہ بھی اگر نہیں۔ تو کم از کم ایک ماہ کے بعد ہی کوئی اثر پیدا ہونا چاہئے۔ اور اگر اس عرصہ میں بھی کوئی اثر پیدا نہیں ہوا۔ اور دعا کرنے والے کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ تو کم از کم وہ سال جن کے ساتھ اس کی زندگی گئی جاتی ہے۔ اس محرم کے ہونے چاہئیں۔ جن میں تبدیلی ہو۔ اور ہر سال اپنے پہلے سال سے بڑھ کر ترقی پر ہو۔ لیکن اگر اس حد تک پہنچ کر بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اور باوجود اس بھرد دعا کرنے کے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ اسکے علم میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ اسکے عمل میں کوئی مضبوطی نہیں ہوئی۔ اس کے اخلاق میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔

تو سمجھ لیا چاہئے۔ کہ اس کی دعائیں فرق تھا۔ اور اس وقت پھر حالت بدلنے کی کوشش کوئی چاہیے۔ یا تو دعا کرنے والے کے اضلاع میں فرق ہوتا ہے۔ کہ وہ اضلاع سے اھذا الصراط المستقیم نہیں کہتا۔ بلکہ رسمی طور پر کہتا ہے۔ اس لئے اس کا اثر نہیں ہوتا۔ یا اس کے ساتھ کچھ اور نقص پیدا کر لیتا ہے۔ جس سے کوئی اثر اور تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ درندہ عالیسی چیز نہیں۔ کہ اسے بے اثر کہا جائے پس ایسا آواز اگر اھذا الصراط المستقیم کے معنی میں نہیں خیال کرتا۔ کہ موجودہ مقام سے ترقی ملے۔ اور اگر صراط الذین انعمت علیہم میں بحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ وغیرہ تمام خدا کے نبی بد نظر نہیں ہوتے۔ بلکہ صرف یہ جلد ہی سلسلے ہوتا ہے۔ تو ایسا شخص منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور اسے کوئی ترقی نہیں ملتی۔ کیونکہ وہ دعا نہیں کرتا۔ بلکہ ایک جہر لٹا رہتا ہے۔ بعض دفعہ دعا مانگنے والا اس کے

**کیوں دعا قبول نہیں ہوتی**

کیوں دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ تو اس وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور کبھی دعا کے ساتھ سچی تڑپ نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی دعا کرنا والا اصلی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے دعا قبولیت کے مقام تک نہیں پہنچتی۔ پھر دعا کے واسطے توجہ اور یقین کی ضرورت ہے۔ ایک شخص کو دعا کرتے وقت اس بات کا یقین ہونا چاہئے۔ کہ جو کچھ میں مانگا رہا ہوں۔ وہ دیا جائے گا۔

**دعا کے ساتھ تدبیر اور کوشش**

گو یہ ضروری ہے۔ کہ دعا کے ساتھ توجہ ہو۔ گو یہ ضروری ہے۔ کہ دعا کے ساتھ یقین ہو۔ گو یہ ضروری ہے۔ کہ دعا کے ساتھ سچی تڑپ اور اصلی کوشش ہو۔ لیکن اس کے ساتھ تدبیر کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ جو انسان دعا بھی کرتا ہے۔ اور تدبیر بھی کرتا ہے۔ وہ کامیابی کا منہ بہت جلد دیکھ لیتا ہے۔ ایک دفعہ ایک بزرگ کے پاس ایک سپاہی آیا۔ کہ حضور دعا کریں۔ کہ میرے گھر اولاد ہو۔ جواب میں انہوں نے کہا۔ بہت اچھا ہم دعا کریں گے وہ شخص اٹھا۔ اور گھر جانے کی بجائے کہیں اور جانے لگا۔ بزرگ نے کہا۔ تمہارا گھر کدھر ہے۔ اس نے کہا کہ میں فوج میں ملازم ہوں اس لئے ادھر جا رہا ہوں۔ اس نے کہا۔ پھر میری دعا کیا فائدہ کرے گی۔ تم بچے کی درخواست کرتے ہو۔ اور خود گھر سے باہر جا رہے ہو۔ بچہ کے لئے دعا کرانی ہے۔ تو بوی کے پاس رہو۔ غرض دعا کے ساتھ تدبیر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ طاقت اور امکان کے مطابق کوشش بھی کرنی چاہیے۔ کیونکہ جو شخص دعا کے ساتھ کوشش نہیں کرتا۔ وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ لوہی بچے سب کچھ مجھے غرض دعا کے ساتھ تدبیر اور کوشش ہوا کرتی ہے۔ صرف کوشش سے بااوقات لوگ ناکام رہ جاتے ہیں۔ لیکن اگر دعا اور کوشش

دو طرفوں ہوں۔ تو کامیابی ہوتی ہے۔ جب انسان ایک قدم اٹھائے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے دو قدم اٹھتے ہیں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے عقائد اور اعمال کی اصلاح کی جائے۔ اور دعا کے ساتھ کوشش اور تدبیر کو اختیار کیا جائے۔

**مسیح موعود کی برکات اور قرآن کریم کا حقوق**

قرآن شریف کی طرف توجہ نہ کرنے سے ہی یہ ساری خرابی پیدا ہوئی کہ لوگ لفظوں پر گر گئے۔ اور مطلب کی طرف سے عقلمندی

اختیار نہ کرنی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسپر اعراض چھٹے شروع ہو گئے۔ اب دیکھ لو۔ یہی قرآن جو پہلے تھا۔ اب بھی ہے۔ مگر پہلے اس پر ساری دنیا اعتراض کرتی تھی۔ اس لئے کہ خود سلطان اس پر توجہ نہیں کرتے تھے۔ اور اس کے مطالبہ کیجئے گئے۔ وہ غائب نہیں کرتے تھے۔ لیکن اسی قرآن کو لیکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھے تو لوگوں کی گردنیں جھکا دیں کیونکہ اهدنا الصراط المستقیم کے موقوہ پر اپنی دعائیں یقیناً مفہوم رکھتے تھے۔ کہ اسی قرآن کے علوم کو چھ پر کھولا جائے۔ چنانچہ ان پر کھولے گئے۔ غور کرو یہی قرآن ہے جس کے متعلق کہا جاتا کہ اس میں کوئی دلیل نہیں۔ یہ جو بات کہتا ہے۔ بلا دلیل اور بلا ثبوت کہتا ہے۔ اس کی عبارت بھی بے ترتیب ہے۔ تو ان کے نزدیک یہ بالکل ظنی تھا۔ تو یقیناً تھا۔ حقائق سے خالی تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کو لیکر اٹھے۔ اور جہان پر ثابت کر دیا کہ اس کی ہر بات با دلیل ہے۔ اور اس کا ہر دعویٰ با ثبوت ہے۔ یہ بالکل یقینی ہے۔ اور ایسا صحیح ہے جس کی مثل کوئی کتاب نہیں۔ پھر اس وقت تو یہ حالت تھی کہ اس کے ماننے والے بھی یہاں تک کہتے تھے کہ گیارہ سے لے کر پانچ تک اس کی آیتیں منورخ ہیں۔ مگر حضرت مرزا صاحب اٹھے۔ اور کہا۔ اس میں سے ایک لفظ بھی منورخ نہیں۔ اور بتا دیا کہ یہ بالکل وہی قرآن ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آزلہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور جو آپ کے صحابہ کے ہاتھ میں تھا۔ آخری زمانہ میں شاہ ولی اللہ شاہ صاحب بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ مگر وہ بھی کہتے تھے۔ قرآن کریم کی پانچ آیتیں منورخ ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے وہ معارف کھول کر بتائے۔ کہ لوگ حیران رہ گئے۔ اور فرمایا کہ پانچ آیتیں چھوڑ پانچ شوئے بھی قرآن کریم سے منورخ نہیں۔ کجا ولی اللہ شاہ صاحب کہ پانچ آیتیں منورخ سمجھتے تھے۔ اور کجا ایک احمدی کہو اب ایک آیت کو بھی منورخ نہیں سمجھتا۔

**ترتیب قرآنی** پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ثابت کر دکھایا ہے کہ اس کی ترتیب عبارت سے بھی بہت اعلیٰ ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی یہ ایک بے مثل کتاب

ہے۔ چنانچہ ہم میں سے علوم کا مطالعہ کرنا آج کہتے ہیں کہ اس کی عبارت بے جوڑ نہیں۔ بکہ تہایت اعلیٰ اور مکمل ترتیب کے ساتھ ہے۔ اور اس میں اتنا رشتہ ہے۔ کہ دنیا کی کسی کتاب میں اتنا رشتہ نہیں پایا جاتا۔ لوگ سمجھا کرتے تھے کہ یہ تعزیرات ہند کی طرح ایک کتاب ہے۔ اور میں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ یہ بالکل فطرت انسانی کے مطابق کتاب ہے ہر ایک حکم جو اس میں ہے۔ اور ہر ایک عقیدہ جو اس کے ذریعے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے لئے دلائل عقلی اور نقلی دونوں میں موجود ہیں۔ اور بتا دیا کہ اگر کوئی کتاب ایسی ہے۔ کہ دنیا اس پر عمل کر سکتی ہے۔ اور وہ دنیا کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ تو وہ قرآن کریم ہے۔ پھر ہزاروں روپیہ انعام مقرر کیا۔ کہ کوئی ایسی کتاب پیش کرے۔ بلکہ چند ان معانی کے مقابلہ کے لئے بھی لوگوں کو بلایا۔ جو آپ نے قرآن کریم کے حقائق کے متعلق کہے۔ اور جن کے متعلق آپ نے بڑے زور کے ساتھ دعویٰ کیا کہ اگر زیادہ نہیں۔ تو ان کے برابر ہی معارف دکھا دو۔ اور نام لے لو۔ مگر لوگ نہ کر سکے۔ پس یہ فرقی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہے لیکن یہ فرق کیوں ہے؟ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اهدنا الصراط المستقیم کہتے۔ تو وہ یقیناً یہ دعا مانگ رہے ہوتے تھے۔ کہ مجھ پر قرآنی علوم پہلے سے زیادہ کھولے جائیں۔ اگر جو صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حقائق کھولے گئے۔ اور علوم عظیم کئے گئے۔ اگر سوئی ہو تو اسلام پر حقائق کھولے گئے۔ اور علوم عظیم کئے گئے۔ اگر علیٰ اور اسم اور قورح علیہم السلام پر حقائق کا انکشاف کیا گیا۔ اور ان کو علوم عظیم کئے گئے۔ تو ہم پر بھی ان حقائق کو واضح فرمایا جائے اور ہم پر بھی ان علوم کو کھولا جائے۔

**حضرت خلیفۃ المسیح اول کی قرآن دانی**

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا بھی یہی طریق تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نہ کوئی اعتراض قرآن پر کرے۔ میں جواب دیکھنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر کچھ جواب معلوم نہ بھی ہو گا تو بھی خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ میں سمجھا دوں گا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ جیسا اهدنا الصراط المستقیم کہتے تھے تو اسی مفہوم کو مد نظر رکھ کر کہتے تھے کہ قرآن کے علوم مجھ پر کھولے جائیں۔ اور انہیں یہ یقین تھا کہ خدا تعالیٰ ضرور اس دعا کو سنتا ہے۔ اور قرآنی علوم ان پر منکشف کرتا ہے۔

**ایک شاندار نکتہ** میں نے اپنی ذات میں بھی دیکھا ہے۔ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے قرآن شریف اور بخاری پڑھا کرتا تھا۔ تو اسے اچھا

سیارہ روز پڑھا کہ دو ماہ میں سب ختم کر دیا۔ میں جب پوچھتا تھا تو فرماتے۔ میں گھبرا کر سوچ لیتا۔ دوسرے پڑھنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہوتے اگر میں کوئی سوال کرتا۔ تو فرماتے۔ میں اٹھو اور پڑھو۔ غرض پڑھنے کے بعد فرمایا۔ جو علم فزیدین کو آتا تھا۔ وہ پڑھا دیا۔ اس کے اندر ایک نکتہ تھا۔ اور وہ یہ کہ ایک مسلمان کے لئے صرف اتنا ضروری ہے کہ وہ ترجمہ پڑھ لے اور اس کو اچھی طرح سمجھ لے۔ باقی جو علوم ہیں۔ وہ تو خدا کے کھاتے کرتے ہیں۔ ان کے متعلق اسے اپنے طور پر کوشش کرنی چاہیے۔ اور خدا تعالیٰ سے حاصل کرنے چاہئیں۔ میں اگر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی باتوں کو یاد کرتا تھا۔ تو آج ان اعتراضوں کے جواب کہاں سے لاتا۔ جو اسلام پر ہو رہے ہیں۔ کیا انہوں نے ہمیشہ زندہ رہتا تھا؟ نہیں۔ اس لئے انہوں نے وہ گورنگے بتا دیا۔ جو ان کے بعد بھی میرے کام آئے اور انہوں نے اب میں وہ گورنگے بتاتا ہوں اهدنا الصراط المستقیم کی دعا کے وقت اس قسم کے مطالبہ کو نظر رکھتے بہت زیادہ مفید ہیں اس طرح خدا تعالیٰ ہر ایک بات خود بتاتا اور سمجھاتا ہے۔ اور تمام علوم کا انکشاف کر دیتا ہے۔

**حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے لئے سونے کے ذریعے اور سونے کی تعلیم**

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے لئے سونے کے ذریعے اور سونے کی تعلیم کا فائدہ حاصل کئے ہیں میں اکثر دعائیں کرتا رہتا ہوں کہ مجھے اور زیادہ علوم عطا ہوں۔ اور زیادہ انعام لیں۔ اور زیادہ نصیبیں اور برکتیں حاصل ہوں۔ چنانچہ مجھے خدا تعالیٰ کے فضل کے تحت دی بھی گئیں۔ ایک بار فدو دیار میں مجھے بتایا گیا۔ میں نے دیکھا ایک آدمی اس راہوں جیسے من کی آواز ہوتی ہے۔ تانبے یا پتیل کے برتن سے جو آواز نکلتی ہے۔ وہی ہی وہ آواز تھی۔ وہ آواز ہوتے ہوئے اس قدر وسیع ہوتی کہ دیر ہو کر ایک نیا چوڑا میدان بن گئی۔ تب فرشتے نے میرے پاس آکر کہا۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ میں سورہ فاتحہ کا ترجمہ سکھایا جائے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ تب اس نے مجھے سکھایا۔ اور جب ایات بقید وایات نستعلیق پر پہنچا۔ تو کہنے لگا کہ تفسیروں والے تو نہیں آتے سمجھتے ہیں۔ اور لوگ یہاں تک بیان کرتے ہیں۔ لیکن میں نہیں سمجھتا۔ اگلی تفسیر سکھانا ہوں۔ اور مجھ کو اسے اس کی تفسیر سکھانی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے یہ رو دیا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو سنائی۔ اور کہا۔ تفسیر جو فرشتہ نے سکھائی تھی۔ وہ قبول گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ آپ کو علم سکھایا گیا ہے اور فرشتے نے جو یہ کہا تھا۔ تفسیروں والے اور دوسرے لوگ ایات بقید وایات نستعلیق تک ہی بتاتے ہیں۔ اس کا یہ مفہوم تھا۔ کہ ایات بقید وایات نستعلیق نئے نئے کام ہے۔ یہ تو سونے کے لئے ہے۔ اور وہی کتاب ہے۔ اس کے آگے فرما کر کتاب راہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# میں گوروں کا گروپی ہونا دیکھا

۱۶ مارچ ۱۹۲۷ء کو گوروں کا سالانہ جلسہ تھا۔

۱۶ مارچ ۱۹۲۷ء کو گوروں کا سالانہ جلسہ تھا۔ یہ گرام جلسہ میں مذہبی کانفرنس بھی تھی۔ جس میں شرکت کے لئے جماعت احمیہ کو بھی دعوت دی گئی۔ چنانچہ یہ خاکسار مقررہ پروگرام کے مطابق ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کے حکم کے ماتحت اپنی کوچنگری گروپی پنچ گیا۔ ۱۸-۱۹ مارچ کو بھی میں وہاں رہا۔ اس عرصہ میں جو میری آنکھوں نے دیکھا یا کاروں نے سنا۔ مختصر طور پر ہدیہ احباب کرتا ہوں :-

جو بات خدا کرتا ہے۔ بندہ کو نہیں سکتا۔ غرض اب سورہ فاتحہ کو لیکر اگر میں کھڑا ہو جاؤں۔ کوئی مضمون ہو۔ مجھے ایسا کچھ سمجھا دیا جاتا ہے۔ جو مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ لیکچروں کے وقت بھی ہر شخص مجھے وہی فرشتہ بننے سے نکالتا سمجھتا ہے۔ بندوں کے دلوں کی تو مدد بند ہی ہے۔ لیکن خدا کے احسانوں کی مدد بند ہی نہیں۔ وہ جتنا چاہے۔ بندے پر احسان کر سکتا ہے۔

**اصل علم خدا ہی عطا کرتا ہے**  
در اصل علوم خدا ہی کی طرف سے ملتے جاتے ہیں جو الہاماً نازل ہوتے ہیں۔ اگرچہ استاد بھی پڑھاتے ہیں۔ مگر وہ خود بھی اس بات کے محتاج ہیں کہ انہیں کسی اور جگہ سے بتایا جائے۔ اور پھر ان کے پڑھائے ہوئے علوم ان کے بارے میں ہو سکتے ہیں۔ جو الہام کے ذریعہ پڑھائے جاتے ہیں۔ ایک استاد خدا کے چند خطوں پر جمع کر کے لکھتے پڑھتے چھوڑے تھے۔ اور پڑھاؤں کو لکھتے پڑھتے بچے خط لکھنا دیتا تھا۔ ایک نو لکھنے والے کے پاس کہیں سے خط آیا۔ اس نے بیٹے کو پڑھنے کے واسطے دیا۔ بیٹے نے انہیں خطوں کا مضمون پڑھا شروع کر دیا۔ جو استاد نے لکھے تھے۔ پتے کہا کیا کر رہے ہو۔ بیٹے نے جواب دیا۔ خط پڑھ رہا ہوں۔ باپ نے جبران ہو کر کہا۔ ایسے تو یہ نہیں لکھا۔ اور اسے استاد کے پاس لے آیا۔ وہاں آکر اسے وہ خط جو استاد نے اسے لکھا ہوا تھا۔ پڑھ دیا۔ اور کہا یہی خط پڑھنا آتا ہے۔ جو استاد جی کے ہاتھ پر ہے تو استادوں کا پڑھایا ہوا لکھتے پڑھتے خطوں کی مانند ہوتا ہے۔ اصل علم خدا کا ہے۔ انسان حاصل کرتا ہے۔

**فدا علم حاصل کرنے کا طریق**  
میں اس لئے کوشش کی ضرورت ہوتی اور وہ کوشش یہی ہے کہ خدا ہی کے کچھ علم سکھائیے۔ اور اس میں زیادتی کہنے جس شخص کے کاموں کی بنیاد عقل و فہم پر ہوتی ہے۔ اسے کیا حیرت و شگفتگی نے کہا ہے۔ آپ نے اور کیا اعتراض کر لیا ہے۔ اس لئے وہ اکثر تعلیم میں پڑتا ہے اور کئی اعتراضوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور نہ ہی اپنی ذات کے لئے کوئی مقصد بات پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن جس کی بنیاد ایمان و عقیدہ ایسا ہے وہ خدا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پر ہوتی وہ ہر وقت پر خدا تعالیٰ سے مدد پاتا ہے۔ اور ان علوم کی وجہ جو خدا کی طرف سے عطا کئے جاتے ہیں۔ ہر وقت پر اسے غلبہ یا جاتا ہے۔ اور ایسا عقیدہ ایسا ہے کہ مستحقین اہل الصراط المستقیم پر اپنی بنیاد رکھنے والے میں ضابطوں رہا ہوتا ہے۔ اس کی زبان ہوتی ہے اس کا مانع ہوتا ہے۔ غرض وہ ہر وقت پر اس کی مدد کرتا ہے اور وہی ضرورت ہو ویسا ہی علم سکھاتا ہے۔ ایسے انسان کی زبان اور دماغ نام کی مشین کی طرح ہوتے ہیں۔ جس کے زرخیز کام ہوتے ہوئے۔ اور وہ ہر وقت الہام کے گلاب کی شبنم جیسے حوت چھپاتی جاتی ہے۔ ایسے ہی اس کے دماغ میں باتیں آتا جاتا ہے۔ پس اس بات کو غیبی طور سے پتہ چلے گا اور غاڈوں میں لگ جاؤ۔ اپنے اوقات کو خدا کے لئے خرچ کرو۔ اس کی رحمت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ خدا

**۲۔ مذہبی کا روئی**  
مذہب کے قریب سوامی سچا صاحب نے تقریر شروع کی۔ آپ کی تقریر بالکل بے ربط تھی۔ کبھی آپ ہندو لفظ کی وجہ سے تسمیہ بیان فرماتے تھے۔ اور کبھی بائبل پر ان اور قرآن مجید پر بھی اعتراض شروع کر دیتے تھے۔ جن قلم کاروں نے یہ لکھا ہے کہ یہاں تک کہ وہ زمانہ سے ہیں۔ ہندو لفظ کے متعلق آپ نے فرمایا۔

ہندو اصل میں سدھو ہے۔ سدھو ہندی کے کنارے رہتے تھے۔ سدھو کہلاتے تھے۔ اگر کوئی پوچھے کہ پھر ہندو کیسے بن گیا۔ تو جس طرح مسیح بھاشا نے سبت کا ہفتہ بنا دیا۔ ویسے ہی سدھو کا ہندو بن گیا۔

**مذہبی کا نفس**  
تین بجے کے قریب کانفرنس مذاہب کا انعقاد ہوا۔ جس کے صدر پر دھیسر دھرم جی وائس چانسلر ہندو یونیورسٹی بنارس تھے۔ مضمون زیر بحث ایشوری گیان یا الہامی کتاب تھا۔ حاضرین کی تعداد ۱۲-۱۵ ہزار بتلائی جاتی تھی۔ سب سے پہلے خاکسار نے قرآن پاک کے کمال اور خالص ایشوری گیان ہونے پر اپنا مضمون پڑھا۔ جو بے غلطی تعالیٰ بنائیت سکون اور توجہ سے سنا گیا۔ گو ہر ایک نمائندہ کو نصف نصف گھنٹہ دیا گیا تھا۔ تاہم میں نے ذرا اختصار سے سارا مضمون سنا ہی یا کانفرنس کے تنظیمی نے چھپوانے کے لئے اس مضمون کی ایک نقل لے لی۔ میرے بعد جن دھرم کے نمائندہ پنڈت پنچانل صاحب نے اپنا مضمون پڑھا شروع کیا۔ چونکہ انکی آواز ذرا سی تھی۔ اس لئے مجمع منتشر ہونے لگ گیا۔ اور شروع کیا۔ ان کے بعد بدھ دھرم کے نمائندہ برہمچاری اور صاحب نے مضمون پڑھا۔ جس میں آپ نے بتلایا۔ مہاتما بدھ ویدوں کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے مقررہ وقت بھی نصرت وقت لیا۔ پھر آریہ دھرم کی طرف سے پنڈت ست برتھ صاحب نے مضمون پڑھا شروع کیا۔ جس میں وہ

بدھ ازم۔ عیسائیت پر اعتراضات کرتے ہوئے جب قرآن مجید پر اعتراض کرنے لگے۔ تو میں نے صاحب سے کہا کہ توجہ دلائی کہ اگر ان کو خلافت شرط کانفرنس اعتراض کا موقع دیا جائے گا۔ تو پھر میں جواب دے سکے گا۔ وقت ملنا چاہیے۔ جس پر انہیں بند کر دیا گیا۔ ایشیہ ویدوں کی خوبیاں کیا بیان کریں۔ بار بار اسی بات کو دہرا کر بیٹھ گئے۔ کہ "دیدرے پرائی کتاب ہے۔ اور ژندو سٹھا کو نورین مورخین نے صرف چند ہزار برس سے بتلایا ہے۔" مگر نامعلوم وہ ژندو سٹھا کے بارے میں یورپین مورخین کی شہادت پیش کرتے ہوئے سوامی دیانند جی کے اس بیان کو کیوں بھول گئے کہ پر دھیسر ولسن اور پر دھیسر میکس مولر وغیرہ اہل ان یورپ ویدوں کو بننے سے صرف ۲۲۰۰ یا ۲۵۰۰ یا ۳۰۰۰ یا ۳۱۰۰ برس بتلاتے ہیں :-

ان کے بعد پرینڈنٹ صاحب نے جو سنا تو دھرم کے نمائندہ بھی تھے۔ اپنا مضمون پڑھنے کی بجائے ایک مختصر تقریر کا جس میں بتلایا کہ ہر مذہب میں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ میں ان کو قبول کرتا ہوں۔ اسلام کے متعلق فرمایا :- "مختصر صاحب نے بس رنگ میں توحید الہی کو قائم کیا۔ وہ ایک ایسے نظیر طرز تھا۔ عیسائی لوگ حضرت مسیح کی پوجا کرنے لگے۔ آپ نے اس کی کمال تردید کی۔ اور بتلایا۔ کہ خدا جیسا کوئی نہیں۔ آپ نے مودتی پوجا کا بھی پورے طور پر کھنڈن کیا۔ گو مجھے مذہب اس سے اختلاف ہے۔ مگر چونکہ ان کی اصل غرض شرک کو منسوخ توجید کو قائم کرنا تھا۔ اس لئے میں اس کو بھی اچھائی سمجھتا ہوں۔ پھر اسلام میں جو اخوت اور بھائی چارہ قائم کیا گیا ہے۔ وہ بھی ایک بے نظیر ہے۔ جو دوسرے مذاہب میں نہیں پایا جاتا۔ معزز صدر کی تقریر کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہو گئی۔ ان پانچ نمائندوں کے علاوہ اور کئی مذاہب کا نمائندہ پہنچا :-

**۱۸ مارچ کی کارروائی**  
آف راولپنڈی نے تقریر کی۔

جس میں انہوں نے بتلایا کہ محبت صالحین کا اثر شروع پر بہت گہرا ہوتا ہے۔ مگر ہماری بہ نسبت ہے۔ کہ سنیا رتھ پر کاش اور گوید آدی بھاشیہ بھوشکا وغیرہ بھی نہیں پڑھتے۔ اب بتاؤ۔ آنا کا کلیان کیسے ہو؟  
ان کے بعد پنڈت دھندر ناتھ صاحب ساتھی نے تقریر کی۔ جس میں انہوں نے محبت آلہی کا ذکر کرتے ہوئے کہا :-  
"جب تک میں نہیں نہ ہو کہ اسے پریم کا جواب ہے۔ تب تک ہم پریم محبت نہیں کر سکتے۔ انسان کی کان محبت کے بالمقابل بھوجان کا طور سے نظر آتا ہے۔"  
"میرے دل کو چوٹ لگتی ہے کہ ہم ویدوں کے ماننے والے ہیں۔ مگر اس کی زبان سے نا آشنا ہیں۔"







# برکات رمضان فائدہ اٹھاؤ

رمضان کا مہینہ کئی وجوہات سے ایک نہایت مبارک مہینہ ہے۔ اور اس مہینہ میں سے خصوصاً آخری عشرہ کے دن بہت برکت والے دن سمجھے گئے ہیں۔ احباب کو چاہیے کہ ان مبارک ایام سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اور صدقہ و خیرات اور ذکر الہی اور اصلاح نفس کی طرف ایسے مشوق و ذوق کے ساتھ متوجہ ہوں۔ کہ ان کی زندگیوں میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہو جائے۔ اگر رمضان کا مہینہ آئے۔ اور بغیر ہمارے اندر کوئی انقلاب پیدا کرنے کے گزر جائے اور ہم جیسا کہ اس مبارک مہینہ سے قبل تھے۔ ویسے ہی بعد میں ہیں تو ہم سے بڑھ کر زیادہ خیراتیں اور کون ہو گا۔ پس دعاؤں سے اور مجاہدہ سے اپنے قدم کو سرعت کے ساتھ آگے بڑھانا چاہئے۔ اور خدا کے ان فضلوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہیے جو ان ایام میں اس کے بندوں کے بہت ہی قریب ہو جاتے ہیں۔ اس دفعہ خدا کے فضل سے رمضان کی ستائیس تاریخ کو جمعہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا گئے تھے۔ کہ جب رمضان کی ستائیس تاریخ اور جمعہ جمع ہو جائیں۔ تو وہ وقت بہت ہی مبارک ہوتا ہے۔ پس ان مبارک گھڑیوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ یہ باتیں ختم جنت کے طور پر نہیں ہیں۔ کہ انسان خواہ اپنے اعمال اور خیالات میں کیا ہی رہے۔ کوئی خاص ہی کامیاب کر سکتی ہے۔ بعض وقتوں میں بیشک خاص برکات کا نزول ہوتا ہے۔ لیکن ان برکات سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جو اپنے اندر تضرع پیدا کر کے اپنے آپ کو ان فضلوں کا اہل بناتا ہے۔ کیا آپ لوگوں نے نہیں دیکھا۔ کہ بارش اللہ تعالیٰ کا ایک خاص مادی فضل ہے۔ لیکن جس زمین میں تخم گندہ ہوتا ہی اسکی روئیدگی بھی بارش کے بعد گندہ ہی ہوتی ہے۔ پس اپنے نفسوں کا محاسبہ کر کے دعا اور ذکر الہی مجاہدہ اور صدقہ و خیرات سے اپنے اندر ایک تغیر پیدا کرو۔ اور پھر مبارک گھڑیاں سونے پر سہاگہ کا کام دیکھو۔ اور احباب کو چاہیے کہ ان دنوں میں خصوصیت کے ساتھ سلسلہ کی ترقی اور جماعت کی اصلاح کے لئے دعائیں کریں۔ اور ہر دعا کو حمد باری اور آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود سمجھنے کے ساتھ شروع کریں۔ اور اپنی دعاؤں میں ایک زندگی پیدا کریں۔ تاکہ وہ قبولیت کے مقام کو پہنچ سکیں۔ اور میں اسلام اور احمدیت کی مقدس اخوت کو یاد دلانا ہوئے یہ بھی عرض کرتا ہوں۔ کہ جن دو اھلیوں کے دلوں میں باہمی کدورت ہو۔ یا جس جماعت کے افراد میں کوئی جھگڑا یا تنازعہ ہو گا۔ وہ ان مبارک دنوں میں اپنے سینوں اور دلوں کو ایک دوسرے کی طرف سے صاف کر لیں۔ اور صلح جوئی کی

طرف ایک دوسرے سے بڑھ کر سرعت کے ساتھ قدم اٹھائیں تاکہ پشیمانی کے کہ خدا کے یہ مقدس دن ختم ہو کر عید کا چاند ہم پر طلوع ہو۔ ہمارے سینے ہر قسم کی کدورتوں سے صاف ہو کر ایک دوسرے کو محبت سے معمور ہو جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح آسمان پر سے ہمیں دیکھ کر سرور حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اور ہمیں اپنی رضا کے رستوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین :-  
خاک ارمرزا بشیر احمد۔ ناظر تعلیم و ترویجیت۔ قادیان

## مولانا عبد الرحیم صاحب دودھ کی درخواست

مولانا عبد الرحیم صاحب دودھ ایم۔ اے مبلغ لندن نے ایک عریضہ کے ذریعہ احباب سے دعا کی درخواست کی ہے۔ امید ہے احباب اس مجاہدین کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ مولانا تخریر فرماتے ہیں۔  
رمضان شریف کا مبارک مہینہ ہے۔ اور یہ خاک ارہزاروں میل کے فاصلے پر بحر ظلمات اور مرکز کفر میں محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام روشن کرنے کے لئے نامور ہے۔ جو کام میرے سپرد ہے۔ وہ نہایت ہی نازک اور اہم ہے۔ اور میں ہر طرح کی کمزوریوں میں گرفتار اور سرتاپا گنہگار ہوں۔ اسلئے نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ رمضان شریف کی خاص دعاؤں میں احباب اس خاک ار اور خاک ار کے اہل و عیال و متعلقین کو یاد رکھیں۔ اور یہ دعا ضرور فرماویں۔ کہ یہاں بہت جلد ایک نفل احمدی جماعت مضبوط طور پر قائم ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام :-  
خاک ار دودھ

## ایک اور درخواست دعا

میاں مظفر الدین صاحب خلف میاں تلج الدین صاحب صاحب لاہور کے اس وقت میں مقدمات عدالتہائے دیوانی میں دو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک مقدمہ جو کہ نہایت اہم اور جس کی اپیل اول ہائیکورٹ میں دائر ہے۔ دوسرے مقدمہ پر گہرا اثر رکھتا ہے۔ اس کا فیصلہ اگر اپریل کو سنایا جائیگا۔ مریاں موصوف ان مقدمات میں کامیابی کے لئے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب ضرور رمضان المبارک کی دعاؤں میں ان کے لئے دعا کریں۔ نیز اپنے ہمیشہ زادہ محمد سعید کی صحت کے لئے بھی درخواست دعا کریں۔

# اظہار شکر بہ و امتنان

میری عزیز بچی حبیبہ کی انتقال پر بہت سے احباب کی طرف سے تعزیت کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ چونکہ میں انفرادی طور پر سب دوستوں کو جلد جواب دینے سے قاصر ہوں اسلئے ان تمام احباب کا جنہوں نے میرے اس عدم برہم بردگی کا اظہار فرمایا ہے۔ تہ دل سے شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان کے حق میں جزا ہم اللہ احسن الجزا کی دعا کرتا ہوں۔ اس عام مجاہدہ کے لئے ہمارے زخمی دلوں پر رحم کا کام دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے حزن کو کم کیا ہے۔

نیز میں ان تمام بزرگوں اور احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری درخواست پر توجہ فرما کر عزیزہ کی صحت یابی کے لئے دعائیں فرمائیں۔ خصوصاً حضرت امام ایدہ اللہ بنصرہ اور حضور کی تمام اہل بیت نے نیز حضرت ام المؤمنین اور اہل بیت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے جس شفقت اور محبت کے ساتھ عزیزہ مرحومہ کی بار بار عیادت فرمائی۔ اور اس کے حق میں دعائیں فرمائیں۔ اس کا شکر یہ ادا کرنے کیلئے میں الفاظ نہیں پاتا۔ جہاں خود عزیزہ مرحومہ کے لئے اس قدر شفقت کا اظہار نہایت ہی اطمینان اور تسکین کا موجب تھا۔ وہاں خاک ار کے لئے موجب فخر و امتنان بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام محبتیں پر اپنے خاص افضال و انعامات کی بارشیں نازل فرماوے۔  
خاک ار فرزند علی عفی اللہ عنہ سیدنا سیدنا تلع گیزین راولپنڈی

## فاروقیان ہند

ہم نے ارادہ کیا ہے۔ کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام کی اولاد کے انساب اور ہر خاندان کے مشہور افراد کے مختصر تاریخی حالات اور خدمات اسلام اور دوسرے مفید کام یک جا جمع کریں۔ پس خانان فاروقیہ کے ہر ایک تعلیم یافتہ سے درخواست ہے۔ وہ سہارا ہا کھٹانے کی غرض سے اپنے خاندان کا شجرہ نسب پوری صحیح کے ساتھ اور اپنے خاندان میں قابل قدر بزرگوں کے مختصر حالات اگر ہو سکے تو بقید نیس بہار نام ارسال فرماوے تاکہ مناسب موقعوں پر درج کر دے جاویں۔ جبوقت کتاب تیار ہو جائے ہر ایک خواہشمند سے صرف لاگت وصول کر کے ایک جلد کتاب دی جاوے گی۔ یہ حقدار مطلوب ہوں۔ نیز ایسی کتب کے ناموں اور ملنے کے پتوں سے مطلع فرماویں۔ جن سے ہم اس امر میں امداد لے سکیں۔ خاک ار محمد یوسف

خاک ار محمد یوسف

